تحریک آزادیٔ کشمیر اور قائد اعظم

آغا حسین ہمدانی

برصغیر میں مغلوں کی حکومت کمزور ہوتے ہی کشمیر انکے ہاتھوں سے نکل گیا اور ۱۷۵۰ء میں احمد شاہ ابدالی نے اسے فتح کر کے پٹھان حکومت قائم کی جو ۱۸۱۵ء تک رہی - پھر ۱۸۱۹ء میں رنجیت سنگھ نے کشمیر پر اپنا قبضہ جما لیا۔ یہ سکھ حکومت تیس سال تک قائم رہی - انگریزوں نےجب ۱۸۴۶ء میں سکھوں کو شکست دے کر لاہور پر قبضہ کیا تو گلاب سنگھ والیٔ جموں کی وفاداری کے اعتراف میں معاہدۂ امرتسر کے تحت کشمیر کو ۷۵ لاکھ روپے کےعوض فروخت کر دیا۔ گلاب سنگھ پوری ریاست جموں و کشمیر کا مالک بن گیا اور اس نے ڈوگرہ حکومت کی بنیاد رکھی - ڈوگرہ راج کشمیر کی تاریخ کا بدترین دور تھا۔ اس دور میں مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی طور پر ختم کرنے کی کوشش کی گئی - ان پر بھاری ٹیکس عائد کیے گئے۔ مسلمان زمینداروں کو کچلا گیا۔ تمام قوت برہمنوں کے ہاتھوں میں تھی جو کشمیری پنڈت کہلاتے تھے۔ ڈوگرہ حکومت نے جبری بیگار کے ظالمانہ اصول کو رائج کیا۔ جس کے متعلق سردار ابراہیم بحوالہ مسز نائیڈو لکھتے ہیں کہ ان مظلوم انسانوں کے قافلے کا منظر اس وقت نہایت دردناک ہوتا تھا جب یہ منوں اجناس اپنے سر پر اٹھائے موسم گرما کی چلچلا تی دھوپ میں استو ر سے گلگت جانے والے ویران راستوں پرچل رہے ہوتے تھے - یہ منظر سائبیریا کی سڑکوں کی یاد دلاتا تھا۔ یہ لوگ کوئی مجرم نہیں کاشتکار مسلمان تھے(۱)۔

تحریک آزادیٔ کشمیر

جنگِ عظیم اول کے بعد ریاست جموں و کشمیر کے مختلف علاقوں میں متعدد بار مظلوم مسلمانوں کو ڈوگرہ راج کے خلاف آواز اٹھانے پر مجبور کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۰۲ء میں پہلی بار کشمیری مسلمانوں نے وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ سے ملاقات کر کے ڈوگرہ راج کے خلاف زبردست احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ کشمیری عوام کو انکےحقوق دیئے جائیں ۔ اگرچہ لارڈ ریڈنگ کے کہنے پر مہاراجہ نے ایک کمیٹی مقرر کی مگر وائسرائے کی واپسی کے بعد مہاراجہ نے مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کو جیل میں بھیج دیا اور بعض کو ریاست بدر کر دیا۔ اس زمانے میں جموں و کشمیر کے چند تعلیم یافتہ مسلمانوں نے جن میں چوہدری غلام عباس پیش پیش تھے، ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن قائم کر لی۔ جس کا پہلا اجلاس ۱۹۲۴ء میں ہوا ۔ ایسوسی ایشن نے دو اہم خدمات انجام دیں۔ ایک تو جموں کے مسلمانوں میں سیاسی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے کا شوق پیدا کیا اور دوسرا ایسوسی ایشن کے پلیٹ فارم سے وہ لیڈر شپ عوام میں متعارف ہوئی جس نے آگے چل کر ریاست کی سیاست میں اہم رول ادا کیا ۔ وادیٔ کشمیر میں سیاسی شعور کا دور جموں سے بہت بعد میں شروع ہوا۔ سرینگر میں سیاسی کام کی ابتدا کرنے والے وہ مسلمان نوجوان تھے جو ہندوستانی یونیورسٹیوں میں تعلیم سےفارغ ہو کر ریاست پہنچے تھے۔ ان نوجوانوں کی باقاعدہ تنظیم شیخ عبداللہ نے کی۔ شیخ عبداللہ جب ۱۹۳۰ء میں جموں آئے تو ان کی چوہدری غلام عباس سے ملاقات ہوئی اور اس طرح دونوں تنظیمیں ایک دوسرے سے متعارف ہوئیں۔ اسی ملاقات میں سرینگر میں ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کی شاخ قائم کرنے کی منظوری بھی ہوئی۔ شیخ عبداللہ اور چوہدری غلام عباس نے آگے چل کر تحریک آزادیٔ کشمیر میں ایک نئی روح پھونکی۔ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء

عید کے موقع پر خطبۂ نماز پر جو جھگڑا ہوا اس سے تحریکِ آزادی ایک نئے اور اہم مرحلے میں داخل ہوگئی۔ بقول چوہدری غلام عباس اگر یہ دن کیلنڈر میں موجود نہ ہوتا تو یقیناً ریاست کشمیر کی سیاسی تاریخ جو ۱۹۳۱ء سے آج تک مرتب ہو رہی ہے، بالکل مختلف ہوتی(۲)۔ ۱۹۳۲ء میں پہلی بار کشمیر میں مسلم کانفرنس منعقد کی گئی جس کا اولین مطالبہ ریاست میں زرعی اصلاحات نافذ کرنا تھا ۔ یہ کانفرنس ۱۹۳۸ء تک کشمیریوں کی معاشی، سیاسی اور معاشرتی اصلاحات کے لیے سرگرمِ عمل رہی ۔

تحریک آزادئ کشمیر اور قائداعظم

جون ۱۹۳۸ء مسلم کانفرنس کے اجلاس میں شیخ عبداللہ نے یہ تجویز منظور کر لی کہ اس تنظیم کا نام تبدیل کر کے نیشنل کانفرنس رکھا جائے ۔دراصل شیخ عبداللہ بنیادی طور پر کانگریسی لیڈروں کے خیالات سے بہت متاثر تھے اور وہ ریاست کشمیر میں کانگریسی فکر کو رائج کرانے کے لیے ایک نیشنلسٹ تنظیم قائم کرنے کے خواہاں تھے۔ دوسری طرف مسلم کانفرنس کے وہ ممبر مثلاً چوہدری غلام عباس اور سردار گوہرالرحمان وغیرہ جو شیخ عبداللہ کے فیصلے سے متفق نہیں تھے، انہوں نےمسلم کانفرنس کو از سر نو زندہ کیا اور اپنا سیاسی مستقبل مسلم لیگ سے وابستہ کر دیا۔ اس زمانے میں مسلم لیگ قائداعظم کی قیادت میں مسلمانان برصغیر کی آزادی کے لیے انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف نبردآزما تھی۔ چنانچہ قائد اعظم نے ۲۰ دسمبر ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ میں ریاست کشمیر کی تحریک آزادی کے متعلق یوں فرمایا: "ریاستوں میں شورش کیوں ہے؟ حیدرآباد میں آریہ سماجیوں اور ہندو مہاسبھائیوں کی تمام طاقتیں کیوں جمع

کی جا رہی ہیں؟ میں کانگریس سے پوچھتا ہوں کہ وہ کشمیر میں کیا کر رہی ہے؟ آریہ سماجی، ہندو مہاسبھا، کانگریسی قوم پرست اور کانگریسی اخبار یہ سب کشمیر کے معاملے میں کیوں چپ سادھے ہوئے ہیں؟ کیا اس وجہ سے کہ کشمیر ہندو ریاست ہے یا اس وجہ سے کہ کشمیر کی آبادی میں مسلمانوں کی اکثریت ہے"(۳)۔

قائدِاعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور (۱۹۴۰ء) میں شرکت کے لیے مسلم کانفرنس کے زعماء کو بھی دعوت نامے بھیجے تھے تاکہ مطالبۂ پاکستان میں تمام عناصر ہم زبان ہوں جو اس کے اجزائے ترکیبی میں شامل ہیں۔ قائداعظم کشمیریوں پر ڈوگرہ ظلم و تشدد کے سخت خلاف تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے مسلم لیگ پلیٹ فارم سے ہر اس تحریک کو ہر ممکن تقویت پہنچانے کی سعی کی، جس کا مقصد اس ظلم و تشدد کا خاتمہ تھا، خواہ وہ مسلم کانفرنس کی جانب ہو اور خواہ نیشنل کانفرنس کی طرف ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے کانگریس کے ساتھ شدید نظریاتی اختلاف کے باوجود شیخ عبداللہ کی، جو اس زمانے میں کانگریس کے طرف دار تھے،استقبالیہ دعوت نہایت فراخدلی کے ساتھ قبول کر کے سرینگر کے عظیم الشان جلسہ میں شرکت کی اور نیشنل کانفرنس کے سپاسنامے کے جواب میں فرمایا: "کشمیر کی تحریک آزادی میں ریاست کی مسلم اکثریت کے ساتھ ہندو اور سکھ اقلیتیں بھی شامل ہیں اور اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کشمیر پر ڈوگروں کا قبضہ ناجائز اور غاصبانہ ہے۔ مسلم لیگ ریاست کی تحریک آزادی میں ریاستی عوام کے ساتھ ہے"(۴) ۔ لیکن جب قائداعظم نے دیکھا کہ اس کے باوجود شیخ عبداللہ کانگریس کی حمایت کے لیے جد و جہد کر رہے ہیں تو انھوں نے شیخ عبداللہ کی تحریک ،کشمیر چھوڑ دو، پر ان خیالات کا اظہار کیا: "،ہندوستان چھوڑ دو، کی تحریک انگریزوں کے خلاف کم اور مسلم لیگ کے خلاف

زیادہ ہے۔ اس کا مقصد پاکستان کے مطالبہ کو تارپیڈو کر کے اڑا دینا ہے"(۵)۔

قائد اعظم نے مسلم کانفرنس کو مسلم لیگ کی باقاعدہ اعانت کا یقین دلایا اور کشمیر کے دورۂ ۱۹۴۳ء کے دوران مسلم کانفرنس کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "کشمیر میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے۔ اکثریت کا فرض ہے کہ وہ وطن کو آزاد کرانے کی جدوجہد کرے۔ اگر ریاست کی اقلیتیں اس جدوجہد میں اکثریت کا ساتھ دیتی ہیں تو ان کے جذبۂ حب الوطنی کی قدر کرنی چاہیے اور حصولِ آزادی کے بعد ان کے ساتھ فراخدلانہ برتاؤ کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی اکثریت کی طرح آزادی کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکیں"(٦)۔

۱۹۴۶ء میں مسلم کانفرنس کے زعماء قائداعظم سے شملہ میں ملے تو یہ فیصلہ ہوا کہ قائداعظم کو کشمیر کے حالات سے باخبر رکھنے کے لیے مسلم لیگ اپنا رابطہ قائم رکھے گی۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے ۵ جون ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے کہا: "کشمیر سے متضاد اطلاعیں آ رہی ہیں۔ مسلم کانفرنس کے جن لیڈروں نے مجھ سے شملہ میں ملاقات کی تھی، انہوں نے مجھے پوری رپورٹ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جھگڑے کی وجہ خواہ کچھ بھی ہو مگر حکومت کا طریقہ تشدد کا ہے اور ہر جگہ مسلمان ہی نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ جب تک رپورٹ نہ پہنچے، میں اپنی رائے کے اظہار سے اجتناب کروں گا، مگر میں کشمیر کے مہاراجہ اور وہاں کے وزیراعظم سے یہ بات کہہ دینا چاہتا ہوں کہ براہِ مہربانی آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی بے گناہ کو کوئی تکلیف اور اذیت نہ پہنچے۔ میں اس بات پر زور دوں گا کہ لاپرواہی سے کام نہ لیا جائے۔ ورنہ آپ مسلمانوں کو اس آگ میں کودنے پر مجبور کردیں گے۔"(۷)

قائداعظم کے ان الفاظ سے مسلم کانفرنس کو مزید تقویت پہنچی لہٰذا انہوں نے جون ۱۹۴۶ء میں ایک قرار داد کے ذریعے ریاست

کے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ڈائریکٹ ایکشن کے لیے تیار ہو جائیں۔ ڈائریکٹ ایکشن کی تفصیلات طے کرنے کے لیے مسلم کانفرنس کا اجلاس اکتوبر ۱۹۴۶ء میں ہونے والا تھا کہ مہاراجہ نے اس پر پابندی لگا دی اور کانفرنس کے کئی راہنماؤں کو جن میں چوہدری غلام عباس بھی شامل تھے، جیل بھیج دیا۔ اس کے باوجود مسلم کانفرنس نے ۱۹۴۷ء کے عام انتخابات میں کشمیر اسمبلی کی ۲۱ میں سے ۱۵ نشستیں حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مسلم کانفرنس ہی مسلمانوں کی واحد جماعت ہے۔ ادھر ۳ جون ۱۹۴۷ء کو جب انگریزوں نے ہندوستان کی آزادی کا اعلان کیا تو ریاستوں کے بارے میں طے پایا کہ ریاستوں کے حکمران بھارت یا پاکستان جس کے ساتھ چاہیں، الحاق کر سکتے ہیں۔ اس پر قائداعظم نے مسلم کانفرنس کے زعماء سے ۱۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو ملاقات کی۔ اس کے بعد قائداعظم نے کہا: "کشمیر مسلمانوں کے ذہن اور توجہ پر چھایا ہوا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ آیا کشمیر پاکستان میں شامل ہو رہا ہے۔ میں ایک سے زائد مرتبہ یہ واضح کر چکا ہوں کہ ہندوستانی ریاستیں اس امر کا فیصلہ کرنے میں آزاد ہیں کہ وہ پاکستان کے ساتھ شامل ہوں یا ہندوستان کے ساتھ یا خودمختار و آزاد ہوں۔ اس میں شک نہیں کرنا چاہیے کہ مہاراجہ اور حکومت کشمیر اس مسئلہ پر انتہائی توجہ اور خلوص نیت سے غور کریں گے اور صرف حکمرانی کے مفادات کو ملحوظ نہ رکھیں گے، بلکہ عوام کے مفادات کا بھی خیال رکھیں گے۔ ہم پہلے بھی واشگاف الفاظ میں واضح کر چکے ہیں کہ ہم کسی ریاست کو نہ مجبور کریں گے، نہ ڈرائیں دھمکائیں گے، نہ کسی اور قسم کا دباؤ ڈالیں گے"۔(۸)

قائد اعظم کا یہ بیان مسلم لیگ اور پاکستان کی کشمیر اور دیگر ریاستوں کے متعلق پالیسی کا ایک شاندار باب ہے اور اس نصب العین

کے تحت مسلم کانفرنس نے، جو ریاست کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تھی، ۱۹ جولائی کو حسب ذیل قرارداد کے ذریعے پاکستان کے ساتھ الحاق کا رسمی اعلان کر دیا: "مسلم کانفرنس کا یہ کنونشن اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جغرافیائی حالات، مجموعی آبادی کی اسی فیصد مسلم اکثریت، پنجاب کے اہم دریاؤں کی ریاست سے گزرگاہیں، زبان، ثقافت، نسل، معاشی تعلقات اور ریاست کی سرحدوں کا پاکستان سے اشتراک، یہ سب حقائق اس بات کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر پاکستان کے ساتھ الحاق کرے۔"(۹)

ادھر کانگریس، مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کے خلاف سازشوں میں مصروف تھی اور ریاست کشمیر کو ایک گہری سازش کے ذریعے ہتھیانے کے لیے مصروف عمل تھی۔ ۱۹۴۶ء۔ ۱۹۴۷ء کے دوران گاندھی اور اچاریہ کرپلانی کے علاوہ بڑے بڑے کانگریسی لیڈر مثلاً خان عبدالغفار خان، ڈاکٹر سنہا اور چمن لال وغیرہ مہاراجہ کی حکومت کے ساتھ ساز باز میں مصروف تھے، عین اس وقت مہاراجہ نے اچانک نیشنل کانفرنس کے جلاوطن لیڈروں بخشی غلام محمد، غلام محمد صادق اور شیخ محمد عبداللہ کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد، ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مہاراجہ نے کشمیر کے بھارت سے الحاق کا اعلان کر دیا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۴۷ء کو نیشنل کانفرنس نے شیخ عبداللہ کی سربراہی میں حکومت کا انتظام سنبھال لیا اور مسلم کانفرنس کو خلاف قانون قرار دے دیا۔ ڈوگرہ راج کے اس اقدام پر ریاست کشمیر میں آزادی کی لہر دوڑ گئی جس کے بعد مسلم کانفرنس کے زعماء سردار محمد ابراہیم خان اور سردار عبدالقیوم خان کی قیادت میں مجاہدینِ آزادی نے ریاست کا ایک بڑا حصہ مہاراجہ کے چنگل سے آزاد کرا لیا اور ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ایک آزاد جموں و کشمیر حکومت قائم کر لی۔ بھارت سے کشمیر کے اس الحاق پر قائد اعظم نے فرمایا: "ہری سنگھ نے

ریاستی عوام کی مرضی کے خلاف بھارت کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کی، جس سے کشمیری عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اس الحاق کے مخالفین میں مسلم اکثریت کے علاوہ غیر مسلموں کی اکثریت بھی ہے، جو ہری سنگھ کے اس اقدام کو ریاست اور ریاستی عوام کے مفاد کے خلاف سمجھتے ہیں۔ کشمیری عوام نے ہری سنگھ سے اپیل کی کہ وہ ریاست کے مستقبل کو پاکستان کے ساتھ شامل کرے، لیکن اس نے اپنے اقتدار کی ہوس میں اس عوامی مطالبہ کی طرف توجہ نہیں دی اور ان کو دبانے کے لیے طاقت استعمال کی لیکن عوام نے طاقت کا جواب طاقت سے دیا اور ہری سنگھ کو ریاست سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے اپنا اقتدار بچانے کے لیے بھارت کی پناہ لی، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کشمیر بھارت میں شامل نہیں ہوا بلکہ ہری سنگھ شامل ہوا ہے"(۱۰)۔

قائداعظم نے مسئلۂ کشمیر کو پر امن طریقے سے حل کرنے کے لیے بھارتی حکمرانوں کو یہ پیش کش کی کہ پاکستان اور بھارت کے گورنر جنرلز کی نگرانی میں کشمیر میں استصواب رائے عامہ کرایا جائے اور کشمیر کے عوام جو فیصلہ دیں، دونوں حکومتیں اسے تسلیم کر لیں۔ لیکن بھارت نے اس تجویز کو مسترد کرکے کشمیر پر فوجی قوت کے ذریعے قبضہ کرنے کے لیے حملہ کر دیا۔ قائداعظم کو جب اس حملہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے حکم دیا کہ بھارتی جارحیت کو روکنے کے لیے وادی کشمیر میں پاکستانی فوج بھیج دی جائے۔ مسئلۂ کشمیر کو حل کرنے کے لیے یکم نومبر کو قائداعظم اور لارڈماؤنٹ بیٹن کی ملاقات لاہور میں ہوئی۔ کیمبل جانسن لکھتا ہے کہ "اس ملاقات میں قائداعظم نے الزام لگایا کہ کشمیر میں جو سنگین حالات پیدا ہوئے ہیں ان کی ذمہ داری حکومت ہندوستان پر ہے"(۱۱)۔ نیز یہ کہ قائداعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سامنے ایک سہ نکاتی پلان پیش کیا:

(۱) فوری جنگ بندی، (۲) افواج کی واپسی، (۳) استصواب رائے۔ لیکن بھارتی حکمرانوں نے ان تجاویز کو ماننے میں جب پس و پیش کیا تو مسئلہ کشمیر یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ میں پیش کر دیا گیا۔

اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلہ سے متعلق قائداعظم نے سرظفراللہ کی قیادت میں ایک وفد روانہ کیا۔ جسے ہدایت کی کہ کوئی قرارداد اس وقت تک منظور نہ کی جائے جب تک اس میں استصواب رائے کے طریق کار کا تفصیلی ذکر نہ کیا جائے۔ اس وفد کے ممبر ایم اے ایچ. اصفہانی کا کہنا ہے کہ میں مسلسل امریکہ سے قائداعظم کو مسئلۂ کشمیر کے متعلق تمام کارروائی سے آگاہ کرتا رہا، جس سے وہ بڑے خوش تھے۔ اصفہانی صاحب ۱۴ جون ۱۹۴۸ء کے قائد اعظم کے خط (بنام اصفہانی) میں قائداعظم کے یہ الفاظ دہراتے ہیں: "ہم ان سب مسائل سے جن کا ہمیں سامنا ہے، کامیابی سے عہدہ برآ ہو جائیں گے۔ محض اس وجہ سے کہ ہمارا موقف برحق ہے اور ہم صورتِ حال کا دیانت داری سے مقابلہ کر رہے ہیں اور عدل و انصاف کے لیے لڑ رہے ہیں"(۱۲)۔

قائد اعظم کے ذہن میں یہ بات بدرجہ اتم موجود تھی کہ حق و انصاف کی جنگ میں ہماری کامیابی یقینی ہے اور کشمیر کا مسئلہ انصاف کے اصولوں کے تحت حل ہو جائے گا۔ کشمیر کو وہ پاکستان کا ایک جزو تصور کرتے تھے جیسا کہ انھوں نے اپنی وفات سے چند روز قبل کہا تھا کہ کشمیر سیاسی اور فوجی اعتبار سے پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کوئی خوددار ملک اور قوم یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اپنی شہ رگ کو دشمن کی تلوار کے حوالے کر دے۔ مگر افسوس کہ کشمیر کی آزادی کا یہ داعیٔ اعظم اپنی حیات میں اپنے نصب العین کو نہ پا سکا اور ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اپنے دل میں اس بہت بڑے

صدمے کو سمیٹے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ بقول فاطمہ جناح "قائداعظم جب موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھے تو غشی کی حالت میں ان کی زبان پر مسئلۂ کشمیر ہی زندہ تھا اور موت سے چند لمحے پہلے وہ بے ہوشی کے عالم میں بڑ بڑا رہے تھے کہ حق خودارادیت کشمیر کے مسلمانوں کو ضرور ملے گا۔ (کشمیر انہیں دیں-- حق -- فیصلہ کرنا ہے --) (۱۳)۔یہ تمام واقعات اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ قائداعظم کو کشمیر اور مسلمانانِ کشمیر کی آزادی بہت عزیز تھی۔ آج حضرت قائداعظم کو ہدیۂ تبریک پیش کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ہم قائداعظم کے اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں جسے وہ ادھورا چھوڑ کر اس دنیا سے چل بسے اور کشمیر میں موجودہ حریت پسندوں کی جدوجہدِ آزادی کے لیے دامے درمے سخنے ہر لحاظ سے امداد بہم پہنچائیں تا کہ وہ اپنے مشن کی تکمیل کر سکیں۔

حوالہ جات

1. Sardar Mohammad Ibrahim, *The Kashmir Saga*, Lahore, 1965, p. 14.

۲۔ چوہدری غلام عباس، کشمکش، اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۵۰ء ، ص ۸۴

۳۔ صدارتی خطبۂ قائداعظم، اجلاس مسلم لیگ کونسل منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء بحوالہ S.S. Pirzada, *Foundations of Pakistan*, Vol. II, Dacca, 1969, p. 307.

۴۔ میر غلام احمد کشفی، کشمیر ہمارا ہے، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۲۸۷

۵۔ میر عبدالعزیز، کشمیر کی تحریک آزادی، لاہور، ص ۶۷

۶۔ کشفی، کشمیر ہمارا۔ ص ۲۹۸

۷۔ صدارتی خطبۂ قائداعظم، اجلاس مسلم لیگ کونسل منعقدہ دہلی ۵ جون ۱۹۳۶ء بحوالہ S.S. Pirzada, *Foundations of Pakistan*, Vol. II, p. 530.

۸۔ ایضاً

۹۔ ممتاز احمد، مسئلۂ کشمیر: تاریخی، سیاسی اور قانونی مطالعہ، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۷۸

۱۰۔ کشفی، کشمیر --- ، ص ۳۰۰

11. Alan Campbell-Johnson, *Mission with Mountbaten*, edited by G. Allana, Karachi, 1970, p. 5.

۱۲۔ ایم۔ اے۔ ایچ۔ اصفہانی، قائداعظم میری نظر میں، کراچی، ۱۹۶۸ء، ص ۳۴۰

۱۳۔ فاطمہ جناح، میرا بھائی، مترجم، خواجہ رضی حیدر، کراچی، ص ۱۰۵

Institute's Publications

1.	*The British in India: A Study in Imperialism,* Dr. K.K. Aziz.	H.B. P.B.	Rs. 100/- Rs. 45/-
2.	*Political Parties in Pakistan: 1947-1958,* Dr. M. Rafique Afzal.	Vol. I Vol. II	Rs. 90/- Rs. 120/-
3.	*Party Politics in Pakistan: 1947-1958,* Dr. K.K. Aziz		Rs. 65/-
4.	*Some Aspects of Quaid-i-Azam's Life,* S. Sharifuddin Pirzada.		Rs. 25/-
5.	*N.W.F.P. Administration Under British Rule, 1901-1919,* Dr. Miss Lala Baha.		Rs. 75/-
6.	*Shah Wali Allah: A Saint Scholar of Muslim India,* Dr. A.D. Muztar.		Rs. 45/-
7.	*The Advent of Islam in Indonesia,* Dr. N.A. Baloch.		Rs. 45/-
8.	*Muslim Politics and Leadership in South Asia, 1876-1892,* Dr. M. Yusuf Abbasi.		Rs. 120/-
9.	*Thatta: Islamic Architecture,* Dr. A.H. Dani.		Rs. 140/-
10.	*Islamabad: The Picturesque Capital of Pakistan,*		Rs. 40/-
11.	*Multan: History and Architecture,* Dr. Ahmad Nabi Khan.		Rs. 160/-
12.	*Fathnamah-i-Sind,* (English & Persian), N.A. Baloch.		Rs. 160/-
13.	*Life and Works of Sayyid Ali Hamadani,* Dr. Agha Hussain Hamadani.		Rs. 25/-
14.	*Sikandar Hayat Khan (1892-1942): A Political Biography,* Dr. Iftikhar Haider Malik		Rs. 85/-
15.	*Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah: Myth and Reality,* Dr. Waheed-uz-Zaman		Rs. 90/-
16.	*Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah: The Formative Years,* Dr. Riaz Ahmad.		Rs. 130/-
17.	*Maulana Ubaid Allah Sindhi: A Revolutionary Scholar,* Muhammad Hajjan Shaikh.		Rs. 100/-
18.	*The Frontier Policy of Delhi Sultans,* Dr. Agha Hussain Hamadani.		Rs. 150/-
19.	*London Muslim League (1908-1928): A Historical Study,* Dr. M. Yusuf Abbasi,		Rs. 260/-
20.	*Newsletters in the Orient,* Dr. Abdus Salam Khurshid.		Rs. 120/-
21.	*Muslim Response to the West: Muslim Historiography in India 1857-1914,* Dr. Mohammad Aslam Syed.		Rs. 150/-
22.	*History of the Northern Areas of Pakistan,* Dr. A.H. Dani.		Rs. 350/-
23.	*Sind Under the Mughuls,* Dr. M. Saleem Akhtar.		Rs. 250/-
24.	*Pakistani Culture: A Profile,* Dr. M. Yusuf Abbasi.		(In Press)
25.	*Islam in South Asia,* Edited by Dr. Waheed-uz-Zaman and Dr. M. Saleem Akhtar.		(In Press)
26.	*The Punjab Muslim Students Federation 1937-47,* Dr. Sarfaraz Hussain Mirza.		Rs 250/-